علی محمود طٰہٰ ۔ حسومات

ابو سفیان اصلاحی، علی گڑھ

قسط ۔ ۱

مصر گہوارۂ علم وادب ہے۔ وہاں بے شمار ادبار، شعراء اور ناقدین پیدا ہوئے مصر تاریخ ادب عربی کا وہ روشن باب ہے کہ جسے کبھی فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ مصر کے ذکر کے بغیر زبان وادب کی تاریخ ادھوری رہے گی۔ بیسویں صدی میں بھی مصر میں نہایت اہم اور عظیم الشان شخصیات پیدا ہوئیں۔ انہیں میں سے ایک علی محمود طٰہٰ کے نام سے معروف ہے علی محمود طٰہٰ بیسویں صدی کا ایک بڑا اور ترقی پسند شاعر ہے۔ اس کی شاعری داخلیت وخارجیت پر مبنی ہے۔ اس نے شاعری میں جہاں اپنی ذات اپنے احساسات اور مسائل کو پیش کیا وہیں اپنے زمانے کے معاشرے کی بھی اچھی تصویر کشی کی ہے۔

سنہ ۱۹۰۲ء[1] میں مصر کے مردم خیز شہر "منصورہ" میں پیدا ہوا۔ بچپن ہی میں اسکول گیا اور کم ہی عمر میں ابتدائی تعلیم مکمل کر لی اور ثانوی تعلیم کے بعد اس نے مدرسہ "الفنون التطبیقیہ" میں داخلہ لیا جہاں سے انجینیئر بن کر نکلا۔ زندگی کے بیشتر حصہ میں اس نے ملازمت کی اور مختلف عہدوں پر فائز رہا۔ اور ۱۷ نومبر سنہ ۱۹۴۹ء میں اس کی وفات ہوئی۔ علی محمود طٰہٰ خوشحال خاندان میں پیدا ہوا تھا اس لئے اسے دنیا کے مختلف ملکوں کو دیکھنے اور وہاں کے حالات کا حالات کا جائزہ لینے کا موقع ملا۔ سنہ ۱۹۳۷ء میں اس نے یورپ کا سفر کیا جہاں اس نے اسٹریلیا سوئزرلینڈ، اٹلی اور جرمنی کی زیارت کیں۔ نہر "رین" اور بحیرہ "کومو" کا مشاہدہ کرنے کے بعد ان پر عظیم الشان قصائد کہے۔ ان تمام چیزوں نے اس کی شاعری پر گہرا اثر ڈالا۔ سنہ ۱۹۳۲ء سے

---

(۱) "الاعلام" میں اسکی تاریخ پیدائش سنہ ۱۹۰۲ء کے بجائے سنہ ۱۹۰۳ء درج ہے۔

رسالہ "اپولو" میں اس کے قصائد شائع ہونے لگے۔ روحانی اور مادی نقطۂ نظر سے وہ بہت تعیش پسند تھا۔ پندرہ سال (۱۹۲۵ء میں) کی عمر میں اس نے شعر کہنا شروع کر دیا۔ اس کا پہلا دیوان "الملاح التائہ" ۱۹۳۴ء میں منظر عام پر آیا۔ اس کے بعد یکے بعد دیگرے "لیالی الملاح التائہ"، "ارواح شاردۃ"، "زہر وخمر"، "شرق وغرب" "الشوق العائد" اور "اغنیات الربیع" آتے رہے۔ اس کے قصائد "الجندول"، "فلسطین" "کیلو باترا"، اور "لیالی کیلوباترا" جنہیں عظیم موسیقار عبدالوہاب نے گایا۔ ان میں بے پناہ نغگی اور سریلا پن ہے۔ وہ اپنے شہر میں ایک خوش مزاج انسان کی حیثیت سے مشہور تھا۔ انگریزی وفرانسیسی سے اسے واقفیت تھی۔ ہمہ آن مطالعہ میں غرق رہتا۔ "روبیروت بیونس" کے قصیدہ "اللیل الکئیب" کا اس نے ترجمہ کیا۔ اس نے شعری زندگی کا آغاز "لامرتین"، "شیلی" اور "فردوی فینی" کے فرانسیسی قصائد کے ترجمے سے کیا۔ اس کے ایک قصیدے کے چند اشعار ملاحظہ کریں۔ (۱)

حدثت ذاهب احلامی ولیلاتی　　　فهل لدیک حدیث عن صباباتی
یاکعبة نیالانی وصومعة　　　وتلت فی ظلها للحسن آیاتی
للحب اول اشعار هتفت بها　　　وللجمال بها اولی رسالاتی
آوی الی جنبات الصفر منفردا　　　ابکی لدمسیة مرت ولیلات (۲)

اس کے فنی خیالات ورجحانات نے اس کے طریقۂ تعلیم کو مختصر کر دیا چنانچہ دوران تعلیم بھی اس کا شعری سفر جاری رہا۔ اس نے بہت ہی خوشحال اور تعیش پسند زندگی گذاری۔ اس کو زندگی کے تلخ حقائق کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔

اس کا خاندان بڑا متمول تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اسے آلام ومصائب سے دوچار نہیں ہونا پڑا اس نے زندگی کے کسی مرحلہ میں بھی مایوسی اور محرومی کی تلخیوں کو محسوس نہیں کیا۔ اس لئے اس کی زندگی

---

(۱) احمد قبش۔ تاریخ الشعر العربی الحدیث۔ دار الجلیل بیروت و لبنان ۱۳۹۱ھ
(۲) سہیل ایوب المحامی۔ علی محمود طہ شعر و دراسۃ الموسسۃ الثقافیہ ص ۲۷۶
دمشق ۱۹۶۲ء

سدا باغ و بہار رہی۔

ملازمت کا بیشتر حصہ اس کے آبائی وطن میں گذرا۔ "منصورہ" ہی میں مختلف جگہوں پر اس کا تبادلہ ہوتا رہا۔ اس کے شہر سے متصل دوسرے شہروں میں اس کی پوسٹنگ ہوتی رہی. زیادہ تر وہ شہر "رسیاط" میں رہا۔ جس کے سامنے شہر "السنانیہ" ہے. جو "راس البر" تک پھیلا ہوا ہے راس البر گرمی گزارنے کی ایک بہترین جگہ ہے۔ اس کے سامنے دریائے نیل کے داہنے کنارے پر "بحیرۃ المنزلہ" ہے۔ اس نے ان تمام چیزوں کی اپنی دیوان "الملاح التائہ" میں تصویر کشی کی ہے۔ فرانسیسی ادب کی باریکیوں سے آگاہی کے لئے ہمہ وقت مطالعہ میں مصروف رہا۔ برابر مجلہ "اپولو" کی زینت بنتا رہا۔ ۱۹۳۲ء میں مصر کے ترقی پسند ادبا رسے ملنے کے لئے اس نے ان کی آواز پر لبیک کہا۔ (۱)

اس کے دیوان "لیالی الملاح التائہ" سے یہ بات واضح ہے کہ ۱۹۳۸ء میں اس نے اٹلی کی زیارت کی۔ اس دوران اس نے سوئزرلینڈ، آسٹریلیا اور وسط یورپ کا بھی دورہ کیا۔ اس سفر سے اس کی شاعری بہت متاثر ہوئی۔ دوران سفر کے تمام مشاہدات کو اس نے منظوم کیا۔ Labour Ministry کی سروس سے وہ اس لئے سبکدوش ہوا کہ وزارت تجارت میں نمائش کے ڈائرکٹر کا فریضہ انجام دے سکے۔ اس کے بعد دفتر وزیر کا ڈائرکٹر متعین ہوا۔ کچھ دنوں کے بعد پارلیمنٹ کا سکریٹری بھی بنا۔ ان دنوں اس کا قیام قاہرہ میں تھا۔ گرمیوں میں زیادہ تر اپنے وفد وزارت کے ساتھ یورپ کا سفر کرتا۔

۱۹۴۹ء میں لائبریری کا سکریٹری متعین ہوا۔ لیکن قسام ازل نے اسے مہلت نہیں بخشی، اسی سال وہ اپنے رب حقیقی سے جا ملا۔ اس کی موت کا اس کے دوستوں پر بڑا اثر رہا۔ وہ اپنے ادب دوستوں کی بہت اعانت کرتا۔ ان کے لئے بہت بڑا سہارا تھا۔ اس کا گھر ادیبوں اور فنکاروں کا مرکز تھا۔ اپنی زندگی میں اس نے ایک لائبریری قائم کی جو "مکتبۂ منصورہ" کے نام سے معروف ہے۔ اس سے اپنے آبائی وطن سے اس کی محبت اور لگاؤ کا اندازہ

---

(۱) الادب العربی المعاصر فی مصر۔ ص ۱۶۲، ۱۶۱

ہوتا ہے۔

متمول اور خوشحال ہونے کی وجہ سے اس کی زندگی عیش و آرام کے مختلف مراحل سے ہوکر گذری۔ تفریح کے لئے اکثر یورپ کے شہروں کا سفر کرتا۔ اٹلی، سوئزرلینڈ، آسٹریلیا اور وسط یورپ کے سفر کے دوران وہ خوب لطف اندوز ہوا۔ خوشحالی اور عیش و آرام کے نغموں سے اس کی زندگی عبارت رہی۔ اس کی تعیش پسندی کی وجہ سے اس کی زندگی کا کینوس اور معلومات کا افق زیادہ وسیع نہیں ہوا۔ نہ اسے زندگی کے نشیب و فراز اور تلخ تجربات کا سامنا کرنا پڑا۔ اس کی زندگی حقائق، معلومات اور تجربات سے خالی تھی۔ زندگی ملازمت ہی کی چہار دیواری میں محصور رہی۔ انجینیئرنگ کے پیشہ سے بھی اسے دلچسپی نہ تھی۔ یہی وجہ ہے کہ اس کی شاعری رنگ و شباب، خوشیوں، تعیشات اور فرح و انبساط کا ذخیرہ ہے اس چہار دیواری میں کہیں اذیت و مشقت کا گذر نہیں (۱) درج ذیل اشعار اس کی زندگی پر اچھی روشنی ڈالتے ہیں۔

لیلنا خمر و اشواق تغنی حولنا　　وشراع سابح فی النور یرعی ظلنا

کان فی اللیل سکاری وافاقوا قبلنا　　لیتهم قد عرفوا الحب فباتوا مثلنا

کلما غرّد کاس شربوا الخمرۃ لحناً　　یا حبیبی کل ما فی اللیل روح یتغنی (۲)

علی محمود طٰہٰ نے زندگی کا آغاز شاعری سے کیا اس کے قصائد ادبی اور سیاسی رسائل میں شائع ہوتے۔ اس کا کلام ۱۹۲۷ء سے رسائل میں چھپنے لگا تھا۔ جبکہ اس وقت اس کی عمر پندرہ سال تھی۔

آغاز شاعری ہی سے علی محمود طٰہٰ ایک منفرد اسلوب اور خاص لب و لہجہ کا مالک تھا۔ اس کے ابتدائی قصائد مختلف جرائد و رسائل میں شائع ہوئے اور بعد میں انہیں دیوان اول (۱۹۳۴ء) میں جمع کر دیا گیا۔ اس کی شاعری کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہے کہ وہ

---

(۱) علی محمود طٰہٰ شعرہ و دراستہ۔ ص ف

(۲) ایضاً ص

کن خیالات و رجحانات کا شاعر ہے۔

اس کا ایک قصیدہ "علی الصخرۃ البیضاء" ۱۲ اگست ۱۹۲۷ء کو ایک ہفتہ وار سیاسی اخبار میں شائع ہوا۔ (۱) اس کے چند اشعار یہاں نقل کئے جارہے ہیں جس سے اس کی شاعری کے رخ کو سمجھنے میں مدد ملے گی۔

علی الصخرۃ البیضاء ظللنی الدجی　　　اسرالی الوادی نجیۃ شاعر

سمعت هدیر البحر حولی فهاج بی　　　مثارۃ قلب نرید اللج هادر

وقد نشر الغرب الحزین ظلاله　　　علی قمم الوادی وسور المغادر (۲)

ادبار اور شعرار کے تعلقات کے ساتھ علی محمود طہ کے روابط بہت سے سیاسی لوگوں سے بھی تھے۔ یہی وجہ ہے کہ اس راستے سے اس کی شاعری کا کچھ حصہ گروہی عصبیت کا شکار ہوگیا اور یہ حصہ شعریت سے خالی نظر آرہا ہے۔ گروہی عصبیت نے اسے حقیقی شاعری سے بہت دور ہٹادیا۔ وہ سیاسی شاعری کے بندھن میں جا بندھا جبکہ حقیقتاً اس کا کسی گروہ سے کوئی سروکار نہیں تھا۔ صرف تعلقات نے اسے اس طرح کے اشعار کہنے پر مجبور کردیا۔

سیاسی شاعری کو اس کی شاعری سے نکال دیا جائے تو پھر اس کے یہاں خالص حقیقی شاعری رہ جاتی ہے۔ اور اسے اس عہد کی معیاری شاعری میں شمار کیا جاسکتا ہے۔ (۳) سیاسی شاعری کو کبھی دوام نصیب نہیں ہوا۔ کیونکہ اس میں ایک مخصوص ذہنیت اور خاص حالت کی ترجمانی ہوتی ہے۔ سیاسی شاعر حقائق تک پہونچنے سے قاصر ہے۔ اس کے یہاں گہرے اور سچے تجربات نہیں ملیں گے۔ اس کی شاعری فکر کی گہرائی اور فنی باریکیوں سے بھی خالی ہے۔

علی محمود طہٰ کے خاندان کا منصورہ کی دینی اور سیاسی زندگی پر بڑا اثر تھا۔ منصورہ کے عوام اکثر موقعوں پر اس کے گھر پر جمع ہوتے اور مذہبی مسائل میں اس کے خاندان سے

---

(۱) علی محمود طہٰ، شعر و دراسۃ ص۔ ن ف

(۲) ایضاً، ص

(۳) السید تقی الدین السید، علی محمود طہٰ حیاته وشعرہ۔ المجلس الاعلی سنه ۱۹۶۳ء ص ۸۰۷

رجوع کرتے۔ پہلے اس کے خاندان کا تعلق "الحزب الوطنی" (۱) سے تھا۔ پھر "الوفد" (۲) پارٹی سے ہوا اور پھر "تحریک اخوان المسلمین" (۳) سے۔ اس کے چچا زاد بھائی عوض عوضین طٰہٰ نے "خلان الوفا" نام سے ایک تنظیم کی بنیاد ڈالی یہ ایک مذہبی اور صوفیانہ تنظیم تھی۔ سعد زغلول سے اس کا بہت ہی گہرا رشتہ تھا۔ اس نے اس کی تحریک آزادی میں حصہ لیا۔ سعد کے ساتھ اس کی کئی یادگاری تصاویر بھی ہیں جو اس کے گھر پر آویزاں تھیں۔ استاذ حسن البنار شہید نے منصورہ میں اخوان المسلمین کی شاخ قائم کرنے کے لئے اس سے تعاون لیا۔ پہلے تو اس نے مخالفت کی لیکن عبدالغفار نے جب اسے سمجھایا کہ اس تنظیم کی اس وقت شدید ضرورت ہے تو یہ مطمئن ہوگیا اور استاذ حسن البنار شہید کی دعوت پر لبیک کہا اور منصورہ میں اخوان المسلمین کی دعوت کو مستحکم کرنے کے لئے پیش پیش رہا۔ (۴)

---

(۱) ۱۸۸۲ء میں جب مصر انگریزوں کے مظالم کا شکار ہوا تو اس وقت حصول آزادی کے لئے مصر کے اندر بہت سی تحریکیں وجود میں آئیں۔ انھیں میں سے ایک تحریک "الحزب الوطنی" بھی تھی جسے مصطفیٰ کامل (۱۹۰۸ء - ۱۸۷۴ء) نے ۱۹۰۷ء میں قائم کیا تھا۔

(۲) "وفد" ایک مصری پارٹی ہے جو بیسویں صدی میں حصول آزادی کے لئے وجود میں آئی۔ اس کے بانی کا نام سعد زغلول (۱۸۵۷ء - ۱۹۲۸ء) ہے اس پارٹی کی بنیاد ۱۹۰۶ء میں ڈالی گئی۔ کچھ لوگ زغلول کو اس کا اصل موسس نہیں تسلیم کرتے۔

(۳) یہ ایک مذہبی تنظیم تھی جسے حسن البنار شہید نے ۱۹۲۷ء میں قائم کیا تھا۔ جو آگے چل کر ایک سیاسی پارٹی بن گئی اسے سیاست کے میدان میں ناکامیوں سے دوچار ہونا پڑا۔ یہ تنظیم اپنی نظریات کی اشاعت میں اس وقت بھی مصر کے اندر رواں دواں ہے۔

(۴) علی محمود طٰہٰ۔ حیاتہ وشعرہ۔ ص ص ۲۳ - ۲۴

اوپر کی باتوں سے یہ اندازہ لگانا آسان ہے کہ علی محمود طٰہٰ کا گھرانہ مذہبی تھا۔ اس نے آنکھ کھولتے ہی خود کو مذہبی ماحول میں پایا۔ اس لئے اس پر مذہبی اثرات کا مرتب ہونا لازمی تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اس کی شاعری میں جابجا خدا کا ذکر موجود ہے۔ وہ اپنے قصیدہ "اللہ والشاعر" میں خدا کے حضور اپنی فریادوں کے ساتھ دست بدعا ہے۔

۱۹۴۹ء میں ابھی ۴۸ سال کا بھی نہیں ہوا کہ اس کی روح قفص عنصری سے پرواز کرگئی اور یہ عظیم شخصیت ہمیشہ کے لئے رخصت ہوگئی۔ اس تھوڑی سی عمر میں اس نے لوگوں کے دلوں کو اپنی یادوں سے معمور کردیا۔ دنیائے ادب کے لئے رفت انگیز موسیقی، حسین تصاویر اور روحانیت چھوڑ گیا۔ ۱۹۴۳ء سے ۱۹۴۷ء تک تیزی سے اس نے اپنے دواوین کو زیور طباعت سے آراستہ شاید اس لئے کر رہا تھا کہ اسے موت آنے سے پہلے موت کے وقت کا پتہ چل چکا تھا۔ وہ بے چینی کے عالم میں موت کے آدھمکنے سے پہلے اپنے تمام کاموں کو پائے تکمیل تک پہونچا لینا چاہتا تھا۔ یہ بات اس کے ذہن میں پوری طرح بیٹھ چکی تھی کہ بہت جلد اسے اس دار فانی کو الوداع کہنا ہے۔ (۱) اس تیزی کی وجہ سے اس کی شاعری فنی نقطۂ نظر سے معیار پر پوری نہیں اترتی۔ اس میں وہ چیزیں موجود نہیں کہ جس کی بنا پر اس کی شاعری کو فکری شاعری کا درجہ دیا جاسکے۔ اس کے یہاں تین چیزیں ایسی ہیں کہ جس کی وجہ سے اس کی شاعری لطیف احساسات اور ندرت سے خالی ہے۔ ایک تو اس کی سرعت و عجلت اور دوسرے اس کی تعیش پسندی اور تیسرے اس کی ساری زندگی کا ملازمت کی کرسیوں کے حوالے ہوجانا۔

(جاری)

---

(۱) نازک الملائکہ۔ محاضرات فی شعر علی محمود طٰہٰ۔ معہد الدراسات العربیہ العالیۃ ۱۹۶۵ء ص ۲۹